مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

درس حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نماز مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلس ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور روح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ "لا" "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است خم و خمخانہ با مہر و نشاں است

کیسٹ نمبر ۵۰، ۲۷ نومبر ۱۹۸۱ء

اَلْحمد للّٰہ ربّ العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علی خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّد وّ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

اما بعد! عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ ابْنَ عَمٍّ لِّیْ اٰتِیْهِ اَسْاَلُهٗ فَلَا یُعْطِیْنِیْ وَلَا یَصِلُنِیْ ثُمَّ یَحْتَاجُ اِلَیَّ فَیَاْتِیْنِیْ فَیَسْاَلُنِیْ وَقَدْ حَلَفْتُ اَنْ لَّا اُعْطِیَهٗ وَلَا اَصِلَهٗ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰتِیَ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَّاُکَفِّرَ عَنْ یَّمِیْنِیْ۔ [1]

حضرت ابو الاحوص عوف بن مالک اپنے والد (حضرت مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے چچا کے بیٹے کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں کہ جب میں (اپنی کسی ضرورت کے موقعہ پر) اس سے کچھ (مال و اسباب) مانگتا ہوں تو وہ مجھے (کچھ) نہیں دیتا اور

---

[1] مشکوٰۃ ص ۲۹۷

نہ ہی میرے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے، لیکن جب خود اس کو مجھ سے کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو وہ میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے مانگتا ہے، مَیں نے (اس کو عمل کی سزا دینے کے لیے کہ خود تو مجھ کو کچھ دیتا نہیں اور مجھ سے مانگنے کے لیے آجاتا ہے) اس بات پر قسم کھالی ہے کہ مَیں نہ تو اس کو کچھ دوں گا اور نہ اس سے صلہ رحمی کروں گا، (یہ سُن کر) آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے حکم دیا کہ میں وہ کام کروں جو بہتر ہے (یعنی اس کی ضرورت پوری کردوں اور اس کے ساتھ حُسنِ سلوک کروں) اور قسم توڑنے کا کفارہ دوں۔

جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رہن سہن کے مسائل، آپس کی معاشرت کی باتیں، یہ سب بتلائی ہیں

ایک صحابیؓ کا واقعہ جنہوں نے غصّہ میں آکر صلہ رحمی نہ کرنے کی قسم کھالی تھی

ایک صحابی جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ مسئلہ پوچھا کہ میرا چچازاد بھائی ہے۔ مَیں اس کے پاس جاتا ہوں۔ مجھے وہ (مانگتا ہوں تو) کچھ دیتا ہی نہیں اور تعلّق رکھنا جسے کہتے ہیں، تعلّق بھی نہیں رکھتا، صلہ رحمی بھی نہیں، کہ جیسے میں اُس کا رشتہ دار ہوں بھائی ہوں۔ تو میری طرف اس کی کوئی توجّہ ہو، کوئی تعلّق ہو، اُسے میرے سے، ایسی بھی بات نہیں ہے۔

اور ایسا بہت ہوتا ہے۔ دوستوں کے ساتھ دوستی چلتی رہتی ہے اور رشتے داروں سے رشتے داری نہیں نبھائی جاتی، وہ سخت ہوجاتے ہیں تو میرا قصہ خود ایسا گویا گزرا ہے اُنہوں نے یہ بتادیا کہ ایک دَور ایسا تھا کہ اُس نے میرے ساتھ یہ معاملہ رکھا، وہ دَور گزر گیا تو پھر یہ ہوگیا کہ میرے حالات اچھے ہوگئے، وہ ضرورت مند ہوگیا وہ میرے پاس آتا ہے مجھ سے مانگتا ہے، مَیں نے یہ قسم کھا رکھی ہے، قسم کھالی تھی کہ اَنْ لَّا اُعْطِیَهٗ وَلَا اَصِلَهٗ کہ جیسے اُس نے مجھے نہیں دیا تھا اسے بھی میں ایک کوڑی بھی نہیں دوں گا۔ چاہے کتنا بھی یہ مانگتا رہے اور چاہے کتنا بھی ضرورت مند ہو اور نہ میں اس کے پاس جاؤں گا۔ وَلَا اَصِلَهٗ

اس سے صلہ رحمی یعنی رشتہ قائم رکھنا، رشتے داری کو قائم رکھنا جانا آنا کے ذریعے سے وہ بھی میں نہیں کروں گا۔

یہ میں نے قسم کھائی ہے جیسے اُسکا رویہ تھا اس کے طیش میں آکر، حالات بدلے اُس کے ویسے ہوگئے اِس کے ایسے ہوگئے۔ پتہ نہیں روز بدلتے رہتے ہیں حالات، مال دار سے غریب، غریب سے مال دار ہوتے ہی رہتے ہیں تو میں کیا کروں اب؟ اب وہ میرے پاس آتا ہے تو دو ہی صورتیں ہیں یا تو میں اپنی قسم پہ قائم رہوں اور نہ میں اس کے پاس جاؤں نہ میں اُسے کوئی پیسہ دوں مدد کروں یا یہ ہے کہ میں اپنی قسم توڑوں، تو اشکال یہ تھا کہ ایک طرف قسم کھا چکا ہوں دوسری طرف وہ آتا ہے تو قسم کھائی ہے غصہ میں اور جذبات بھی وہی ہوتے ہیں آدمی کے، لیکن جب دوسرا بھائی آتا ہے اور وہ ضرورت اپنی ظاہر کرتا ہے تو دل میں نرمی بھی آتی ضرور ہے تو اس اشکال میں یہ مبتلا ہوئے تو حاضر خدمت ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ یہ ایک معاملہ ہے گھریلو جیسے ہوتا ہے، تنازعہ نجی قسم کا، اس میں ہماری گورنمنٹ میں کوئی قانون نہیں ہے کہ کیا کیا جائے؟ اور کسی مذہب میں شاید ایسی مثال ہو۔ مذہبوں میں تو بہت ہی کم چیزیں ہیں تو ایسی چیزیں تو ہوں گی نہیں وہاں، یہ تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قائم رکھا ہے اور رہے گا اور اس پر عمل کرنے والے بھی رہیں گے۔ کوئی چلتا ہے قانون کا راستہ تو بہت سے لوگ آپ ایسے دیکھیں گے جن کے سامنے اپنی آخرت ہے وہ پوچھتے ہیں آکر مسئلہ اور وہ اس پر چلتے ہیں۔ سارے لوگ قانون پہ نہیں چل رہے۔ مسئلہ بھی پوچھتے ہیں اور اس پر چلتے بھی ہیں اور اگر نہیں آتا تو اور کہیں سُن لیتے ہیں تو اس پہ عمل بھی کرتے ہیں اس واسطے دین آج تک زندہ بھی ہے۔ شکلاً بھی، عملاً بھی زندہ ملے گا، مگر افراد میں۔ حکومت اگر ہو جائے صحیح طرح تو پھر بہت لوگ مل جائیں گے۔ اور اگر حکومت نہیں ہے تو افراد ہیں ضرور، اسلام بہر حال زندہ ہے۔ نمونے اس کے زندہ ہیں اور ایسے ایسے لوگ ملتے ہیں بالکل دُنیا دار مگر اندر سے وہ دین دار ہوتے چلے جاتے ہیں، دین کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ دُنیا چھوڑ دی سب، تو دریافت کیا کہ میں کیا کروں؟ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بہتر ہے جس میں ثواب ہے وہی کام کرو اور قسم ٹوٹتی ہے تو توڑ دو، کیونکہ قسم توڑنے کے بعد جو سزا ہوتی ہے وہ اللہ نے بتا رکھی ہے اور وہ اسی لیے بتائی ہے کہ کبھی کبھی ضرورت پڑ جاتی ہے قسم توڑنے کی اور ضرورت جہاں پڑتی وہ یہی جگہ ہے ایسے کہ غلط قسم کھا بیٹھا ہے بعد میں اس سے پچھتا رہا ہے۔ انسان ہے، انسان ایسا بھی کرے گا

تو اللہ تعالیٰ نے وہی طریقہ بتلایا۔

مَاسِوَی اللہ کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی

تو اور چیزوں کی تو قسم ہوتی بھی نہیں۔ جان کی قسم اور فلاں کی قسم اور یہ اور وہ یہ تو منع ہی ہے۔ اس میں دو خرابیاں ہیں ایک تو یہ کہ غیر اللہ کا نام قسم میں لینا منع کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا باقی کسی کی قسم نہ لی جائے۔ (کسی اور کا) نام نہ لیا جائے، اور جو ایسے جملے ہیں انہیں کہا جائے گا کہ تاکید کے لیے ہیں۔ میری جان کی قسم اور فلاں کی قسم اور تمہاری جان کی قسم یہ تاکید کے لیے ہیں اس سے فائدہ اتنا ہی حاصل ہوگا کہ تاکید ہوگئی اور مضمون میں زور پیدا ہوگیا، اس کے علاوہ کوئی فائدہ اس میں نہیں ہے، قسم وہ نہیں کہلائے گی۔ قسم وہی کہلائے گی جو خدا کا نام لے کر ہو تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اٰتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَّ اُکَفِّرُ عَنْ یَمِیْنِیْ قسم کا تو دو کفّارہ اور جو قاعدہ اور جو نیکی اللہ نے بتلائی ہے وہ کروں اس میں کفارہ جو ہے وہ اس گناہ کا کفارہ ہوگیا جو قسم توڑنے کا گناہ ہوا تھا اور اس کا اللہ نے بتلا دیا کہ یہ کفارہ ہے۔

قسم توڑنے میں ایک طرح سے اللہ کے نام کی بے حرمتی ہے

قسم توڑی تو گویا اللہ کے نام کی ایک طرح کی بے حرمتی سی ہوئی مگر یہ بے حرمتی خدا کے حکم کے تحت ہوئی کہ اللہ نے بتلایا نیکی کرو، برائی پر قائم نہ رہو۔ اس حکم کے تحت یہ بے حرمتی کرنی پڑی اسے، تو اس بے حرمتی کو بے حرمتی نہیں کہا جائے گا اور اس بے احتیاطی کو یا زبان کی سبقت کو یا انسانی جذبات کی وجہ سے غلبے میں آکر بات کرنے کو اللہ تعالیٰ نے ایک طرح کا قابلِ سزا گناہ بتایا۔ سزا اس کی یہ ہے کہ وہ کفارہ دے وہ کفارہ بھی خدا ہی کے نام کا ہوگا۔ قسم بھی خدا ہی کے نام کی تھی تو جو کفارہ دے گا وہ بھی خدا ہی کے لیے کرے گا اور اگر بالکل پیسے نہیں ہیں کچھ بھی نہیں ہے تو کفارہ پھر اس طرح کرے گا کہ اپنی جان (خرچ کرے گا یعنی) روزے رکھے گا۔ یہ کفارہ ہوگا اس کا، کچھ بھی نہیں ہے اس کے پاس، تو پھر یہی کفارہ ہے بہرحال، یا یہ ہے کہ وہ کسی بھی، وقت دے دے کچھ، (یا کسی بھی وقت) دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے،

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکرؓ کو بھی قسم کا کفارہ دینا پڑا ہے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی ایسا قصہ گزرا ہے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی

ایسا قصہ گزرا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے مانگا کہ ہمیں سواری چاہیے۔ مزاجِ مبارک پر اسوقت کوئی خفگی تھی فرمایا میں نہیں دوں گا سواری اور وَاللّٰہِ لَآ اَحْمِلُ فرمایا تو یہ چلے گئے تھوڑی دیر بعد آدمی آیا بلانے کہ آؤ اور لے لو یہ، اس وقت تھے نہیں۔ پھر کہیں سے جانور آگئے۔ آپؐ نے بلا لیا لو لے جاؤ۔ اَب حضرت ابو موسیٰؓ لے آئے یہ نہیں کہا (بے ادبی سمجھی بات کرنی) کہ آپ نے تو حضرت یہ فرمایا تھا، پھر آکر سوچتے رہے کہ کیا بات ہوئی ہے وجہ کیا تھی قسم سے فرمایا تھا اور پھر ہمیں دے دی۔ اگر یہ بات ایسے ہوئی ہے کہ کسی طرح سے غفلت ہو گئی ہے لَئِنْ تَغَفَّلْنَا اگر ہم نے آپ کی غفلت سے فائدہ اُٹھایا تو ہمیں نقصان ہو گا اس واسطے اُنھوں نے ہمت کی اور پھر آکر عرض کیا کہ ہم پہلے حاضر ہوئے تھے تو جناب نے یہ فرمایا تھا اور وَاللّٰہِ فرمادیا تھا۔ خدا کی قسم، اور پھر تھوڑی دیر بعد طلب فرمایا اور پھر یہ دے دیا تو اس میں ممکن ہے کہ کوئی اپنا مسئلہ حل کرنے کے لیے ہی پوچھی ہو اُنھوں نے یہ بات کہ ایسی صورت میں کیا مسئلہ ہوتا ہے کیا وجہ ہوتی ہے؟ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تو صاحبِ شریعت تھے۔ صاحبِ شریعت پہ اعتراض نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ پوچھا جا سکتا ہے جو شریعت خدا کی پہنچا رہے ہیں۔ ان پہ اعتراض تو کیا ہی نہیں جا سکتا کہ یہ آپ نے کیوں کیا؟ پوچھا جا سکتا ہے اور پوچھنے کے معنیٰ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ایسے کیوں ہوا ہے اس کی وجہ کیا ہے، یعنی حکم بدل گیا ہے یا کیا ہوا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نے فرمایا کہ جو بھی میں کبھی قسم کھا لیتا ہوں اور اُس کے بعد مجھے دوسری چیز میں بہتری نظر آتی ہے تو جس میں بہتری ہو وہ مَیں اختیار کر لیتا ہوں اور قسم کا کفارہ دیتا ہوں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بھی ایسے ہُوا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہوا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو انسان کی زندگی میں گھریلو معاملات میں رشتے داریوں میں پیش آتی رہتی ہیں اور ہر جگہ پیش آتی رہتی ہیں، ان کے مسائل اور ذرا ذرا سی بات تمام چیزیں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم دے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔